بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔''

سرمایۂ اُردُو

(اُردُو لازمی)

بارھویں جماعت کے لیے

امانت دیانت صداقت شرافت
پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ریویو شدہ: قومی ریویو کمیٹی وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب) حکومت پاکستان اسلام آباد۔
جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپر،
گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مؤلفین ☆ ڈاکٹر علی محمد خاں

☆ ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

☆ پروفیسر جعفر بلوچ مرحوم

مدیر ☆ پروفیسر محمد ظفر الحق چشتی

نگران طباعت ڈاکٹر جمیل الرحمٰن سرفراز لدھیانہ محمد ظہیر کاشر

ڈائریکٹر مسودات ☆ مسز نثار قمر

سینئر آرٹسٹ / ڈپٹی ڈائریکٹر گرافکس ☆ مسز عائشہ وحید

ناشر: کشمیر بک ڈپو راولپنڈی مطبع: امانت پریس

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
نومبر 2019ء	اول	19	10000	70.00

فہرست

نثر

نمبر شمار	عنوانات	مصنفین	صفحہ
۱۔	مناقب عمر بن عبدالعزیزؒ	علامہ شبلی نعمانی	1
۲۔	تشکیلِ پاکستان	میاں بشیر احمد	6
۳۔	نواب محسن الملک	ڈاکٹر مولوی عبدالحق	16
۴۔	محنت پسند خرومند	مولانا محمد حسین آزاد	21
۵۔	اکبری کی حماقتیں	مولوی نذیر احمد	26
۶۔	پہلی فتح	نسیم حجازی	34
۷۔	دستک	مرزا ادیب	38
۸۔	ہوائی	بیگم اختر ریاض الدین	47
۹۔	مولانا ظفر علی خاں	چراغ حسن حسرت	54
۱۰۔	قرطبہ کا قاضی	سید امتیاز علی تاج	59
۱۱۔	مواصلات کے جدید ذرائع	ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن	69
۱۲۔	مولوی نذیر احمد دہلوی	شاہد احمد دہلوی	77
۱۳۔	ایک سفرنامہ، جو کہیں کا بھی نہیں ہے	ابنِ انشا	81
۱۴۔	ایوب عباسی	پروفیسر رشید احمد صدیقی	89

نظمیں

نمبر شمار	عنوانات	شعرا	صفحہ
۱۔	حمد	مولانا ظفر علی خاں	95
۲۔	نعت	حفیظ تائب	97
۳۔	خدا سرسبز رکھے اس چمن کو	اکبرالہٰ آبادی	99
۴۔	اسلامی مساوات	مولانا الطاف حسین حالی	101
۵۔	سراغِ راہرو	جوش ملیح آبادی	105
۶۔	آدمی	سید ضمیر جعفری	107
۷۔	نوجوان سے خطاب	اسرار الحق مجاز	109
۸۔	ایک کوہستانی سفر کے دوران میں	مجید امجد	111
۹۔	تغیّر	احسان دانش	113
۱۰۔	قطعات	انور مسعود	115

غزلیات

نمبر شمار		شعرا	صفحہ
۱۔	کام مردوں کے جو ہیں، سو وہی کر جاتے ہیں	خواجہ میر درد	117
۲۔	کیا فرق داغ وگل میں، اگر گل میں بُو نہ ہو	خواجہ میر درد	118
۳۔	دنیا میں جب تلک کہ میں اندوہ گیں رہا	غلام ہمدانی مصحفی	120
۴۔	نہ گیا کوئی عدم کو دلِ شاداں لے کر	غلام ہمدانی مصحفی	121
۵۔	بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	مرزا غالب	124
۶۔	کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو	مرزا غالب	125
۷۔	جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی	علامہ اقبالؒ	127
۸۔	نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے	علامہ اقبالؒ	128
۹۔	دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی	ناصر کاظمی	130
۱۰۔	اے ہم سخن وفا کا تقاضا ہے اب یہی	ناصر کاظمی	131
۱۱۔	اُداسی، بے دلی، آشفتہ حالی میں کمی کب تھی	فراق گورکھپوری	133
۱۲۔	سکوں درکار ہے لیکن سکوں حاصل نہیں ہوتا	تابش دہلوی	134
	فرہنگ		136

علامہ شبلی نعمانیؒ
(۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء)

مناقبِ عمر بن عبدالعزیزؒ

علامہ ابن جوزی نے جو مشہور محدّث گزرے ہیں، حضرت عمر فاروقؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے حالات میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''سیرت العُمرین'' رکھا تھا۔ ہم نے یہ کتاب مصر میں کتب خانۂ خدیویہ میں دیکھی تھی جس سے ''الفاروق'' کے لیے بہت سے مفید معلومات انتخاب کیے تھے۔ علامہ موصوف نے اس کتاب میں صرف ان باتوں کو لیا ہے جو زیادہ تر ان کے اخلاق اور عدل و انصاف سے واسطہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ ہم چند واقعات کو اس موقعے پر نقل کرتے ہیں۔ ان میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے واقعات اور حالات میں سب سے زیادہ جو چیز قابل لحاظ ہے وہ غیر مذہب والوں کے ساتھ ان کا طرزِ عمل ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ مذہب کی مجسم تصویر تھے۔ مذہبی حیثیت سے ان کو ''عمرؓ ثانی'' کا لقب دیا گیا ہے۔ اس لیے غیر مذہب والوں کے ساتھ ان کا جو طرزِ عمل تھا وہ ان کی شخصی حالت نہیں بلکہ مذہبِ اسلام کا اصلی طرزِ عمل ہے۔ ان واقعات میں سے ہم ایک واقعے کا ذکر کرتے ہیں۔

ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ مسندِ خلافت پر متمکن تھے۔ ایک عیسائی نے، جو حمص کا رہنے والا تھا، دربار میں آ کر یہ شکایت کی کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے بیٹے عباس نے میری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عباس کی طرف دیکھا۔ عباس نے کہا، یہ زمین مجھ کو خلیفہ ولید نے بطور جاگیر عنایت کی تھی، چنانچہ اس کی تحریری سند میرے پاس موجود ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عیسائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا، تم کیا جواب دیتے ہو؟ اس نے کہا، امیر المومنین! میں خدا کی تحریر (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عباس کی طرف مخاطب ہو کر کہا، عباس! خدا کی تحریر تیرے باپ (ولید بن عبدالملک) کی تحریر پر مُقدّم ہے۔ یہ کہہ کر وہ زمین عباس کے قبضے سے نکال کر عیسائی کو دلا دی۔

ان کا ایک اور کارنامہ جو نہایت قابلِ قدر ہے، سلاطینِ بنی اُمیّہ کی ناجائز کارروائیوں کا مٹانا تھا۔ سلاطینِ بنی امیّہ نے ملک کا بڑا حصہ، جو زمینداری کی حیثیت سے رعایا کے قبضے میں تھا، اپنے خاندان کے ممبروں کو جاگیر میں دے دیا تھا۔ جس طرح سلاطینِ تیموریہ کے زمانے میں بڑے بڑے صوبے شہزادوں کی جاگیر میں دے دیے جاتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ تختِ خلافت پر بیٹھے تو سب سے پہلے ان کو اِس کا خیال ہوا، لیکن ایسا کرنا تمام خاندانِ خلافت کو دشمن بنا لینا تھا۔ تاہم اُنھوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔

اوّل اوّل جب انھوں نے یہ ارادہ کیا تو تمام خاندان نے اُمِ عمر کو، جو عمر بن عبدالعزیزؒ کی پھوپھی تھیں، سفیر مقرر کر کے بھیجا۔ انھوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس جا کر کہا کہ تمام خاندان برہم ہے اور مجھ کو ڈر ہے کہ عام بغاوت نہ ہو جائے اور لوگ ہنگامہ نہ کر دیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، میں قیامت کے سوا اور کسی دن سے نہیں ڈرتا۔ وہ مایوس ہو کر چلی آئیں۔

خود عمر بن عبدالعزیزؒ کے قبضے میں بھی اسی قسم کی جاگیریں تھیں جو ان کے خاندان کو بنو اُمیّہ کی طرف سے عنایت ہوئی تھیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب ان جاگیروں کا فیصلہ کرنا چاہا تو بڑے بڑے مذہبی علما یعنی مکحول، میمون بن مہران اور ابو قلابہ کو بلایا اور کہا کہ ان جاگیروں کی نسبت آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ مکحول نے دب کر جواب دیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے میمون کی طرف رخ کیا کہ تم خدا لگتی کہو۔ انھوں نے کہا اپنے صاحبزادے عبدالملک کو بُلا لیجیے۔ وہ آئے تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کیوں عبدالملک! اس معاملے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا، سب واپس کر دینی چاہییں ورنہ آپ کا شمار بھی اُنھی ظالموں اور غاصبوں میں ہوگا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے غلام سے، جن کا نام مزاحم تھا اور جن کو وہ بہت مانتے تھے، کہا کہ لوگوں نے جو زمینیں ہم کو دیں، نہ وہ اس کے دینے کے مجاز تھے، نہ ہم کو ان کے لینے کا حق تھا۔ تمھاری کیا رائے ہے؟ مزاحم نے کہا، امیر المومنینؒ! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کے بال بچے کتنے ہیں یعنی ان کا گزر کیوں کر ہوگا؟ عمر بن عبدالعزیزؒ کے آنسو نکل آئے اور کہا، ان کا مالک خُدا ہے۔ یہ کہ کر گھر میں چلے گئے۔ مزاحم وہاں سے اٹھ کر عبدالملک (فرزندِ عمر بن عبدالعزیزؒ) کے پاس گئے اور کہا، بڑا غضب ہوا چاہتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ تمام خاندانی جاگیروں سے دست بردار ہونا چاہتے ہیں لیکن میں نے ان سے کہا کہ اپنی اولاد کا لحاظ کر لیجیے۔ عبدالملک نے کہا، استغفر اللّٰہ! تم نے بہت بُری رائے دی۔ یہ کہ کر عبدالملک عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئے۔ وہ اس وقت خوابِ راحت میں تھے۔ پہرے والے نے کہا کہ تم لوگ امیر المومنینؒ پر رحم نہیں کرتے۔ دن بھر میں ایک لحظہ تو ان کو آرام لینے دو۔ عبدالملک نے کہا، تُو جا کر ان سے کہ تو سہی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ عبدالملک کو اندر بلا لیا اور کہا، جانِ پدر! یہ کون سا ملاقات کا وقت ہے؟ انھوں نے واقعہ بیان کیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، میں نمازِ ظہر کے بعد منبر پر چڑھ کر اس کا اعلان کر دوں گا۔ عبدالملک نے کہا، اس کا کون ذمہ دار ہے کہ آپ اس وقت تک زندہ رہیں گے۔ غرض اسی وقت عمر بن عبدالعزیزؒ باہر آئے، شہر میں منادی کرا دی گئی کہ لوگ مسجد میں جمع ہوں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے منبر پر چڑھ کر کہا، صاحبو! میں ان تمام زمینوں کو، جو لوگوں نے ہمارے خاندان کو دی تھیں، واپس کرتا ہوں کیوں کہ دینے والوں کو نہ دینے کا حق تھا، نہ ہم کو لینے کا۔ یہ کہ کر جاگیرات کی جو سندیں تھیں، صندوق سے نکلوائیں اور قینچی سے کتر کتر کر ان کو پھینکنا شروع کیا۔ یہ جاگیریں کچھ یمن میں تھیں، کچھ یمامہ

میں تھیں، چنانچہ سب سے پہلے ان زمینوں سے دست برداری ظاہر کی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کو تمام خاندان میں ابنِ سلیمان سے بہت محبت تھی۔ وہ اپنی جاگیر کی سند لے کر آئے کہ میری زمین آپ کیوں چھینتے ہیں؟ فرمایا کہ پہلے یہ زمین کس کے قبضے میں تھی؟ بولے کہ حجاج کے۔ فرمایا تو حجاج کی اولاد کا حق ہے تم کون ہوتے ہو؟ ابن سلیمان نے کہا، اصل میں یہ زمین عام مسلمانوں کی تھی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا تو عام مسلمانوں کو ملنی چاہیے۔ ابنِ سلیمان رونے لگے۔ مزاحم نے کہا امیر المومنین! آپ ابن سلیمان کے ساتھ یہ برتاؤ کرتے ہیں! فرمایا، ہاں میں ابنِ سلیمان کو اپنے بیٹے کے برابر چاہتا ہوں لیکن میں خود اپنے نفس کے ساتھ یہی برتاؤ کرتا ہوں۔

بنوامیہ کے دفترِ اعمال میں سب سے زیادہ قوم کو برباد کرنے والا یہ واقعہ ہے کہ انھوں نے آزادی اور حق گوئی کا استیصال کر دیا تھا۔ عبدالملک نے تخت پر بیٹھ کر حکم دیا تھا کہ کوئی شخص میری کسی بات پر روک ٹوک نہ کرنے پائے اور جو شخص ایسا کرے گا سزا پائے گا، اگرچہ اس پر بھی آزادی پسند عرب کی زبانیں بند نہ ہوئیں تاہم بہت کچھ فرق آ گیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس بدعت کو بالکل مٹا دیا۔ دو نہایت متدین اور راست باز شخص اس کام پر مقرر کیے کہ عدالت کے وقت ان کے پاس موجود رہیں اور ان سے جو غلطی سرزد ہو فوراً ٹوک دیں۔ ان کے اس طرزِ عمل سے لوگوں کو عام طور پر جرأت ہو گئی تھی اور لوگ نہایت بے باکی سے ان کے اقوال و افعال پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

محدث ابنِ جوزی نے بہ سند یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک جو خاندانِ بنی اُمیہ کا دست و باز و تھا، نے ایک گرجا کے متولیوں کے مقابلے میں دعویٰ دائر کیا۔ فریق مقدمہ جو عیسائی تھے، اجلاس میں حسبِ قاعدہ کھڑے تھے لیکن مسلمہ کو چونکہ خاندانی زعم تھا اس لیے بیٹھ کر گفتگو کرتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، تمھارا فریقِ مقدمہ کھڑا ہے اس لیے تم بیٹھ نہیں سکتے، تم بھی اس کے برابر کھڑے ہو جاؤ یا کسی اور کو مقرر کرو جو تمھاری طرف سے مقدمے کی پیروی کرے۔ مقدمے کا فیصلہ بھی مسلمہ کے خلاف کیا یعنی زمین متنازعہ گرجا کے متولیوں کو دلا دی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اکثر عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں مہمان ہوتے تھے لیکن ان کے کھانے کی قیمت دے دیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت اپنے مقبرے کے لیے جو زمین پسند کی وہ ایک عیسائی کی تھی۔ اس کو بلا کر خریدنا چاہا۔ اس نے کہا، امیر المومنین! قیمت کی ضرورت نہیں، ہمارے لیے تو یہ امر برکت کا باعث ہو گا لیکن انھوں نے نہ مانا اور تیس دینار دے کر وہ زمین خرید لی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت و سلطنت کا اصلِ اصول مساوات اور جمہوریت تھا۔ یعنی یہ کہ تمام لوگ یکساں حقوق رکھتے ہیں اور بادشاہ کو کسی پر کسی قسم کی ترجیح حاصل نہیں۔ صرف ملکی امور میں نہیں بلکہ معاشرت اور ذاتی زندگی میں بھی عمر بن عبدالعزیزؒ اس کا لحاظ رکھتے تھے۔ ان کے کھانے کا یہ طریقہ تھا کہ عام مسلمانوں کے لیے جو لنگر خانہ تھا

اس میں ایک درہم روز بھیج دیا کرتے تھے اور وہیں جا کر عام مسلمانوں کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

ایک دفعہ رات کے وقت مسجد میں گئے۔ ایک شخص مسجد کے صحن میں لیٹا ہوا تھا۔ اتفاق سے عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاؤں کی ٹھوکر اس کو لگی۔ اس نے جھلا کر کہا، کیا تو پاگل ہے؟ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ نہیں۔ پولیس کے آدمی موجود تھے۔ انھوں نے اس شخص کو گستاخی کی سزا دینی چاہی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، کیوں اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ اس نے تو صرف استفسار کیا تھا کیا تم پاگل ہو؟ میں نے کہہ دیا، نہیں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ جب مرنے لگے تو مسلمہ بن عبدالملک نے کہا کہ وصیّت کر جائیے۔ کہا میرے پاس کیا ہے جس کی وصیّت کروں۔ مسلمہ نے کہا: میں ابھی لاکھ دینار بھیجے دیتا ہوں جس کو چاہیں اس میں سے وصیّت کیجیے۔ فرمایا کہ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ یہ رقم جن لوگوں سے وصول کی ہے ان کو واپس دے دو۔ مسلمہ یہ سن کر بے اختیار رو پڑے۔

اس سلسلے میں یہ امر بیان کرنے کے قابل ہے کہ خلفائے بنی اُمیہ کی دولت مندی کا یہ حال تھا کہ جب ہشام بن عبدالملک نے وفات پائی تو اس کے ترکے میں سے صرف اولادِ ذکور کو جس قدر نقدی رقم وراثت میں ملی اس کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ دینار تھی۔ لیکن عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب وفات پائی تو کل سترہ دینار چھوڑے، جن میں سے تجہیز و تکفین کے مصارف ادا کرنے کے بعد دس دینار بچے جو ورثا پر تقسیم ہوئے۔ غرض عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت اور سلطنت ٹھیک اسی اصول کا نمونہ تھی جو اسلام نے قائم کیا تھا۔

(مقالاتِ شبلی، جلد چہارم)

سوالات

۱۔ مندرجہ ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے (جواب تین سطروں سے زیادہ نہ ہو):

الف۔ ”مذہبی حیثیت سے اُن کو 'عمرِ ثانیؓ' کا لقب دیا گیا ہے۔“

ب۔ ”ان کا ایک اور کارنامہ جو نہایت قابلِ قدر ہے، سلاطینِ بنی اُمیہ کی ناجائز کارروائیوں کا مٹانا تھا۔“

ج۔ ”لوگ نہایت بے باکی سے ان کے اقوال و افعال پر نکتہ چینی کرتے تھے۔“

د۔ ”عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت و سلطنت کا اصلِ اصول مساوات اور جمہوریت تھا۔“

۲۔ درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

خدا لگتی کہنا، دست بردار ہونا، روک ٹوک کرنا،

زبان بند ہونا، نکتہ چینی کرنا، دست و بازو ہونا

۳۔ سبق کے حوالے سے درست لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے:

الف۔ عمر بن عبدالعزیزؒ مذہب کی ----- تھے۔

(عملی تصویر، مجسّم تصویر، مکمل تصویر)

ب۔ دو نہایت ----- شخص اس کام پر مقرر کیے۔

(مُتدیّن اور راست باز، نیک اور پارسا، پڑھے لکھے)

ج۔ امیر المومنین! میں خدا کی تحریر ------ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔

(انجیل، توریت، قرآن مجید)

د۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب وفات پائی تو کل ------ دینار چھوڑے۔

(سترہ، ستر، سترہ ہزار)

ہ۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، میں قیامت کے سوا اور کسی ------ سے نہیں ڈرتا۔

(دن، شخص، بات)

۴۔ سیاق و سباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے:

الف۔ ان کا ایک اور کارنامہ -------------- اس کی کچھ پروانہ کی۔

ب۔ بنو امیہ کے دفترِ اعمال میں ------------ نکتہ چینی کرتے تھے۔

ج۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت -------------- عام مسلمانوں کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

☆☆☆☆☆